کشف المحجوب

(کلام المرغوب)

حضرت سید علی بن عثمان ہجویری

المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق تخریج و تدوین جدید

ڈاکٹر خالق داد ملک ڈاکٹر طاہر رضا بخاری

مکتبہ شمس و قمر

کشف المحجوب

(کلام المرغوب)

حضرت سید علی بن عثمان ہجویری
المعروف
حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

مترجم
ابو الحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق تخریج و تدوین جدید

ڈاکٹر خالق داد ملک   ڈاکٹر طاہر رضا بخاری

مکتبہ شمس و قمر
جامعہ حنفیہ غوثیہ۔ بھاٹی چوک لاہور
0345-4666768,0322-4973954

کتاب : کشف المحجوب (کلام المرغوب)

مصنف : حضرت سیّد علی بن عثمان ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخشؒ

مترجم : علامہ ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادری

تحقیق، تخریج و تدوین جدید: ڈاکٹر خالق داد ملک، چیئرمین شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی

ڈاکٹر طاہر رضا بخاری، ڈائریکٹر جنرل مذہبی امور اوقاف پنجاب

باہتمام : قاری محمد عارف سیالوی، مہتمم جامعہ حنفیہ غوثیہ لاہور

نگران : صاحبزادہ محمد طاہر شہزاد سیالوی، چیئرمین مکتبہ شمس وقمر

حافظ محمد کاشف جمیل، منیجنگ ڈائریکٹر مکتبہ شمس وقمر

کمپیوٹر ورک : طاہر مقصود

سال اشاعت : فروری ۲۰۱۲ء/ربیع الاوّل ۱۴۳۳ھ

تعداد : 500

ناشر : مکتبہ شمس وقمر، جامعہ حنفیہ غوثیہ، بھاٹی چوک لاہور

0345-4666768 0322-4973954

ہوں۔" اور یہ بایں سبب ہوتا تھا کہ حضور ﷺ اپنے اعمال پر نظر نہیں فرماتے تھے تاکہ اپنی اطاعت پر کوئی گمان نہ ہو جائے بلکہ امر حق کی عظمت کی طرف نگاہ فرماتے اور یہ عرض کرتے کہ میرے اعمال اس جناب کے لائق نہیں۔

سمنون محبّ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ذَهَبَ الْمُحِبُّوْنَ لِلّٰهِ إِلٰى شَرَفِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ. "اللہ کے محبّ دنیا وآخرت کے شرف کی طرف گئے ہیں کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا: انسان اس کے ساتھ ہوتا ہے جس سے وہ محبت رکھے"۔ تو یہ لوگ دنیا اور عاقبت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتے ہیں اور اس میں خطا روا نہیں مگر جو پہلے ہو گئیں تو دنیا کا شرف وہ ہے کہ حق تعالیٰ ان کے ساتھ ہے اور عاقبت کا شرف یہ کہ حق کے ساتھ ہوتے ہیں۔

اور حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حَقِيْقَةُ الْمَحَبَّةِ مَا لَا يَنْقُصُ بِالْجَفَاءِ وَلَا يَزِيْدُ بِالْبِرِّ وَالْعَطَاءِ "محبت کی حقیقت یہ ہے کہ جفا، یار سے کم نہ ہو اور بخشش، عطا سے زیادہ نہ ہو"۔ یعنی اصلی محبت وہ ہے جو ظلم اور سختی سے کم نہ ہو۔ اس لیے کہ دونوں باتیں محبت میں سبب ہیں اور سبب وجود اعیان کی حکمت میں گم ہوتے ہیں اور دوست دوست کی بلا پر خوش ہوتا ہے اور محبت کی راہ میں جفا اور وفا برابر ہیں۔ جب محبت حاصل ہو جائے تو وفا مثلِ جفا اور جفا مثلِ وفا ہوتی ہے اور حکایتوں میں مشہور ہے کہ شبلی علیہ الرحمہ کو جنون کی تہمت سے شفا خانہ لے گئے اور آپ کو قابو کیا تو ایک گروہ آپ کی زیارت کو آیا۔ آپ نے فرمایا: مَنْ اَنْتُمْ قَالُوْا اَحِبَّاءُكَ فَرَمَاهُمْ بِالْحِجَارَةِ فَفَرُّوْا. "تم کون ہو؟ وہ بولے: ہم آپ کے دوست ہیں، آپ نے انہیں پتھروں سے مارا، وہ بھاگ گئے"۔ تو حضرت شبلیؒ نے فرمایا: لَوْ كُنْتُمْ اَحِبَّائِيْ لِمَ فَرَرْتُمْ مِنْ بَلَائِيْ فَاصْبِرُوْا مِنْ بَلَائِيْ. "اگر تم میرے دوست ہو تو میری بلا سے کیوں بھاگتے ہو، صبر کرو اور بلا سہو"۔ کیونکہ دوست دوست کی بلا سے نہیں بھاگتے۔ اس باب میں بہت سے اقوال ہیں، لیکن میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

کشفِ حجاب ششم ۔۔۔ زکوٰۃ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ (۱) اور اس کی مانند آیتیں ہیں یعنی نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ اور احادیث بھی بہت ہیں اور احکام فرائضِ ایمان سے ایک زکوٰۃ واجب ہے اس پر، جس پر واجب ہو جائے اس سے اعراض جائز نہیں۔ لیکن زکوٰۃ اتمامِ نعمت پر

۱۔ سورۃ البقرۃ: ۴۳۔

چنانچہ تندرستی بھی ایک نعمت ہے تو جسم کے ہر حصہ پر زکوٰۃ ہے۔وہ اس طرح کہ اپنے تمام اعضاء کو عبادت میں مشغول رکھے اور لہو ولعب اور کھیل تماشہ میں ضائع نہ کرے تا کہ نعمت الٰہی کی زکوٰۃ ادا ہو جائے۔ پھر باطنی نعمت پر بھی زکوٰۃ لازم ہے۔لیکن چونکہ یہ نعمت ایک ایسی بلند وبالا ہے کہ اس کی حقیقت کا شمار نہیں ہو سکتا لہٰذا اس کی زکوٰۃ ویسے ہو سکتی ہے کہ انسان نعمت کو پہچانے اور اسے نعمت جانے کہ وہ حد وشمار سے باہر ہے۔تو اس کا شکر بھی حد وشمار سے زیادہ کرے اور وہ شکر گزاری ہے۔

غرضیکہ صوفیاء کرامؒ کے یہاں دنیاوی نعمت کی زکوٰۃ دینا پسندیدہ نہیں۔اس لیے کہ وہ بخل پسند نہیں کرتے اور بخل کامل سے جو بہت بُری صفت ہے دوسو درہم ایک سال تک تحت تصرف لانے والا ہی پانچ درہم ادا کرے گا اور اہلِ کرم اتنا مال جمع ہی نہیں کرتے بلکہ جو کچھ پاس ہو سب خرچ کرڈالتے ہیں،اور سخی کے پاس مال جمع نہیں ہو سکتا تو پھر وہ حد زکوٰۃ تک کیسے پہنچ سکتا ہے۔

حکایت:

ایک ظاہری عالم امتحاناً حضرت شبلیؒ سے سوال کرنے آیا کہ زکوٰۃ کیسے ادا کی جائے۔آپؒ نے جواب دیا کہ جب بندہ میں بخل ہو اور مال جمع ہو جائے تو دوسو درہم چاندی سے پانچ درہم دینا چاہئے اور بیس دینار طلائی سے آدھا دینار۔یہ تو تیرے مذہب کا مسئلہ ہے اور میرے مذہب میں تو کچھ مِلک میں رکھنا ہی نہیں چاہیے تا کہ زکوٰۃ سے بچا رہے۔عالم نے کہا اس مسئلہ میں آپ کا امام کون ہے۔شبلی نے فرمایا کہ:ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس مسئلہ میں میرے امام ہیں،کیونکہ ان کے پاس جو کچھ تھا سب اللہ کی راہ میں دے دیا اور حضور ﷺ نے جب فرمایا:مَاخَلَفْتَ لِعَيَالِكَ؟ ''ابوبکر!تم نے اپنے اہل وعیال کے لیے کیا چھوڑا؟ تو آپ نے عرض کیا:اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ (۱)''اللہ اور اس کا رسول کافی ہیں''۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے قصیدہ میں فرمایا۔

۱۔ اسے امام ترمذی اور امام ابوداؤد نے بطریق سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:
أمرنا رسول الله صلى الله عليه واله وسلم أن نتصدق وافق ذلك عندى مالا ، فقلت اليوم أسبق أبا بكر إن سبقته يومًا، قال:فجئت بنصف مالي ، فقال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم : ماأبقيت لأهلك ؟ فقلت مثله وأتى أبو بكر بكل ما عنده فقال:ياأبا بكر ماأبقيت لأهلك؟ فقال: أبقيت لهم الله ورسولهٗ قلت:لاأسبقه الى شيء أبداً (مشكوة المصابيح ۳/۱۷۰۰ ، كتاب المناقب : باب مناقب أبي بكر رضي الله عنه

فَمَا وَجَبَتْ عَلَيَّ زَكٰوةُ مَالٍ　　　وَهَلْ يَجِبُ الزَّكٰوةُ عَلَى الْجَوَّادِ

''مجھ پر زکوٰۃ واجب نہیں اور بخشش کرنے والے سخی پر زکوٰۃ کیا واجب ہو''۔

تو اہلِ جود و کرم کا مال خرچ ہو جاتا ہے اور ان کا خون بھی معاف ہوتا ہے۔ وہ نہ تو مال میں بخل کرتے ہیں اور نہ خون پر جھگڑتے ہیں، اس لیے وہ کسی چیز کو اپنی مِلک نہیں جانتے۔ لیکن اگر کوئی جہالت سے یہ کہے کہ جب میرے پاس مال ہی نہیں تو میں علمِ زکوٰۃ کی کیوں پروا کروں۔ یہ اس کا کہنا صحیح نہیں اس لیے کہ علم حاصل کرنا فرضِ عین ہے اور علم سے بے پروائی کرنا کفر۔ فسادات زمانہ سے ایک یہ بھی فساد ہے کہ لوگ صلاحیت اور فقر کے مدعی ہیں اور اپنی جہالت سے علم چھوڑ دیتے ہیں۔

میں مبتدیانِ جماعتِ متصوفہ کو پڑھا رہا تھا۔ ایک جاہل بھی آ کر بیٹھ گیا۔ میں زکوٰۃ میں اونٹ کا ذکر کر رہا تھا اور بنت لبون، بنت مخاض اور حقہ کے احکام بتا رہا تھا۔ اس جاہل کو ناگوار گزرا۔ وہ تنگ آ کر اٹھ گیا اور کہنے لگا میرے پاس اونٹ ہی نہیں تو بنت لبون وغیرہ کا علم میرے کس کام کا ہے!۔ میں نے کہا اوہ جاہل یہ اچھی طرح یاد رکھ کہ جس طرح زکوٰۃ دینے کے لیے علم کی ضرورت ہے اسی طرح لینے کے لیے بھی علم چاہیے۔ کیوں کہ اگر کوئی تجھے بنت لبون دے اور تو اسے لے تو اس وقت بھی تجھے علم کی ضرورت ہے۔ ترکِ علم سے یہاں بہت نقصان ہے۔

اسلام میں اگر کسی کے پاس مال نہ ہو اور اُسے مال سے مناسبت نہ ہو تو بھی اُس پر سے فرضیتِ علم ساقط نہیں ہوتی۔ فَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْجَهْلِ.

فصل:

مشائخ صوفیاء (رحمہم اللہ) میں سے اکثر ایسے بھی گزرے ہیں جنہوں نے زکوٰۃ لی ہے اور ایسے بھی ہیں جنہوں نے زکوٰۃ نہیں لی۔ جنہوں نے خود فقر اختیار کیا ہے وہ زکوٰۃ نہیں لیتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم مال نہیں لیتے تاکہ ہم پر زکوٰۃ واجب نہ ہو جائے اور دنیا والوں سے بھی ہم زکوٰۃ نہیں لیتے کہ اس سے ان کا ہاتھ اونچا اور ہمارا ہاتھ نیچا ہوتا ہے اور جو فقراء اضطرار میں ہوتے ہیں تو وہ اگر لیتے ہیں تو اپنی ضرورت کے لیے نہیں لیتے بلکہ اس لیے لیتے ہیں کہ ہمارے یہاں مسلمان سے فرض ادا ہو جائے۔ تو اس صورت میں انہیں کا ہاتھ اونچا ہوتا ہے نہ کہ دینے والے کا اور اگر دینے والے کا ہاتھ اونچا ہوتا تو لینے والے کا نیچا تو اللہ تعالیٰ کا فرمان بے معنی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَيَأْخُذُ الصَّدَقٰتِ﴾(۱) ''اور لیتے ہیں زکوٰۃ''۔

۱۔ سورۃ التوبۃ:۱۰۴